سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۴۴
یا ارحم الراحمین
مولائے رحمۃ للعٰلمین
عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
کتب خانہ مظہری

سلسلہ

مواعظ حسنہ نمبر۔ ۴۴

یا ارحم الراحمین جل جلالہ
مولائے رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کُتب خانہ مَظہری

گلشن اقبال نمبر ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ، ۴۹۹۲۱۷۶

انتساب

احقر کی جملہ تصانیف وتالیف مرشدنا ومولانا

محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی صحبتوں کے فیوض وبرکات کا مجموعہ ہیں۔

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

فہرست

ضروری تفصیل

نام وعظ: یاارحم الراحمین ﷻ مولائے رحمۃ للعلمین ﷺ

واعظ: عارف باللہ حضرت اقدس مرشدنا ومولانا شاہ محمد اختر صاحب
دام ظلالھم علینا الیٰ ماۃ وعشرین سنۃ

تاریخ: ۲۱؍صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶؍مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعہ

وقت: دوپہر گیارہ بج کر ۴۵ منٹ

مقام: مسجد اشرف واقع خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال بلاک نمبر۔۲ کراچی

موضوع: ارحم الراحمین کی رحمت بے پایاں

مرتب: یکے از خدام حضرت والا مدظلہم العالی

کمپوزنگ: سید عظیم الحق ا۔بے ۳/۶۷ مسلم لیگ سوسائٹی ناظم آباد نمبر۔ا ۶۶۸۹۳۰۰

اشاعت اوّل: ذوقعدہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۰۰۲ء

تعداد:

ناشر: کُتب خانہ مَظہری
گلشن اقبال-۲ کراچی پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاارحم الراحمینؐ مولائے رحمۃ للعلمینؐ

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ وعظ سے پہلے محبی و محبوبی و مرشدی و مولائی حضرت اقدس مولانا شاہ محمد اختر صاحب **دام ظلالهم علینا الٰی ماۃ وعشرین سنۃ بالصحۃ والعافیہ** کا معمول نعتیہ یا عارفانہ کلام سُننے کا ہے۔ حضرت کے مُجاز ڈاکٹر خلیل احمد صاحب نے حضرت والا کے اشعار پڑھے جن کا مقطع تھا۔

اختر بسمل کی تم باتیں سنو
جی اُٹھو گے تم اگر بسمل ہوئے

حیاتِ حیوانی اور حیاتِ ایمانی

ارشاد فرمایا کہ جی اُٹھو گے تم اگر بسمل ہوئے یعنی اگر تم نے اپنا خونِ آرزو کرکے دل پر غم اُٹھا لیا اور اللہ کو ناراض نہیں کیا تو تم کو ایک عجیب حیات ملے گی کہ سارا عالم اس حیات سے ناآشنا اور بے خبر ہوگا۔ حیات کی دو قسمیں ہیں؛ حیاتِ حیوانی اور حیاتِ ایمانی۔ حیاتِ حیوانی کو تو حیوانات بھی جانتے ہیں کہ وہ کیا ہے یعنی کھانا پینا اور صبح لیٹرین میں جمع کرنا لیکن جو لوگ اپنے خونِ آرزو سے اپنے مالک کو خوش رکھتے ہیں اور نفس دشمن کو

ناراض رکھتے ہیں اور کوئی کام بے حیائی اور بے شرمی کا نہیں کرتے، ازار بند کے مضبوط رہتے ہیں۔ اب آخر کیا کہیں سمجھانے کے لئے سب کچھ کہنا پڑتا ہے، نا گفتنی کو گفتنی کرنا پڑتا ہے ان کی حیات حیوانوں اور جانوروں کی حیاتِ سے ممتاز ہے اور حیاتِ ایمانی سے مشرف ہے۔ لیکن دردِ دل سے کہتا ہوں کہ وہ ظالم جو دن بھر جانوروں کی طرح کھاتا پیتا ہے اور جانوروں کی طرح اپنی ہر خواہش کو پورا کرتا ہے، جہاں چاہتا ہے دیکھتا ہے، اپنے نفس دشمن کو خوش کرتا ہے اور اپنے مالک اور خالق کو ناراض کرتا ہے، بے حیائی اور بے شرمی کے کام کرتا ہے اور اُسے خیال بھی نہیں آتا کہ میرا پیدا کرنے والا مجھے دیکھ رہا ہے اور میں اُس کو کتنا غضب ناک کر رہا ہوں، تو ایسا شخص اپنی ذات پر ہی انتہائی ظالم نہیں پورے عالم پر ظالم ہے۔ جو شخص اللہ کے غضب اور قہر کے اعمال کرتا ہے وہ صرف اپنی ذات کو نقصان نہیں پہنچاتا وہ روئے زمین پر آگ پھیلا دیتا ہے، اس کی نحوست اور لعنت سارے عالم میں پھیل جاتی ہے مگر افسوس ہے لوگ اس کو معمولی بات سمجھتے ہیں۔ اتنے بڑے مالک کو ناراض کرنے کو معمولی سمجھنے والا یہ خود نہایت معمولی اور گھٹیا اور بے قیمت انسان ہے بلکہ رشکِ احمقاں اور ننگِ بھنگیاں ہے، نصیبِ دشمناں رکھتا ہے، نصیبِ دوستاں اس کو ابھی حاصل نہیں ہے۔ اللہ کے لئے نصیبِ دشمناں سے تحفظ اختیار کرو۔ نافرمانی کرنا نصیبِ دشمناں ہے اور تقویٰ سے

رہنا نصیبِ دوستاں ہے، یہ اللہ والوں کا حصہ ہے۔تقویٰ سے ان شاء اللہ آپ کو ایسی حیاتِ ایمانی عطا ہوگی کہ سارے عالم کے حیوانات سے آپ کی حیات ایک شانِ امتیازی سے مشرف اور مُشَیَّن ہوگی۔

گناہ کیسے ترک ہوتے ہیں؟

اس لئے کہتا ہوں کہ اے میرے پیارے دوستو خالی سَمِعْنَا مت رہو کہ ہم تو آپ کی بات کو سُنا کرتے ہیں اور سَمِعْنَا کے بعد عَصَیْنَا مت رہو، منافقین والی حرکت مت کرو بلکہ سَمِعْنَا کے بعد اَطَعْنَا کی شرافت اختیار کرلو۔کیوں بے شرمی پر تلے ہوئے ہو، حیا اور شرم کا پیالہ کیوں پیتے ہو۔ بتاؤ صحابہ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کہتے تھے، یہ اللہ کے بانصیب بندوں کا مقام ہے کہ ہم نے جو کچھ آپ سے سُنا اے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس پر عمل کریں گے اور منافقین کہتے تھے سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا ہم سُنیں گے مگر نافرمانی کریں گے۔ دوستو مَاسْتَطَعْتُمْ پر تو عمل کرو، کوشش تو کرو گناہوں کو چھوڑنے کی۔ جب تک آپ تارک نہیں ہوں گے گناہ کیسے متروک ہوں گے۔ بتاؤ پہلے تارک ہے یا متروک؟ عربی گردان کر کے دیکھ لو تَرَکَ یَتْرُکُ تَرْکٌ فَھُوَ تَارِکٌ یہ گردان پہلے ہے اُس کے بعد ہے تُرِکَ یُتْرَکُ تَرْکٌ فَھُوَ مَتْرُوْکٌ ۔ تارک پہلے ہے متروک بعد میں، پہلے آپ تارک بنیں گے تب گناہ متروک ہوں گے۔

مرید کی محرومی کی علامت

جس کا باپ رو رو کے بچے کو سمجھا رہا ہو کہ بیٹا یہ کام مت کرو، بری صحبتوں میں مت بیٹھو، ہیرونچیوں میں مت بیٹھو، حیا کے خلاف کوئی کام مت کرو اور باپ اتنا دردِ دل رکھتا ہے کہ رو بھی رہا ہے تو وہ ظالم بیٹا ہے جو اپنے باپ کی اشک باریوں کو رائیگاں کرتا ہے۔ ایسے ہی وہ مرید بھی ظالم ہے جو اپنے شیخ کے دردِ دل کو نہیں سمجھتا کہ میرا شیخ مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ اگر شرافت نہیں ہوگی تو شرمثبت آفت ہوگی حالانکہ مرید کا مقام تو یہ ہے کہ ؎

جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا وفا کیا ہے

لیکن یہاں جان کیا ایک معمولی آرزو، ایک خبیث حرکت بھی چھوڑنے کی آج ہمت نہیں ہے، یہ وفاداری ہے؟

رہتے ہیں ساتھ ساتھ مگر ساتھ نہیں ہے
دامن پہ گریباں پہ بھی تو ہاتھ نہیں ہے

حضراتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ صلی اللہ تعالیٰ وسلم نے پوچھا کہ تم لوگ لمبے لمبے کُرتے پہنتے ہو اور یہاں عرب میں کانٹوں کے درخت بہت ہیں تو کیسے چلو گے۔ کہا ہم دامن کو سمیٹ کر چلیں گے۔ یہ دنیا کانٹوں کی جگہ ہے، یہاں جو دامن کو نہیں بچائے گا تو اُس کی شرم و حیا کا دامن چاک چاک ہوجائے گا لہٰذا

اللہ کے نام پر اب میں پھر کہتا ہوں۔ یاد رکھو اِتَّقُوْا بِغَضَبِ الْحَلِیْمِ حدیث پاک میں ہے کہ حلیم کے غضب سے بچو ، جو بہت زیادہ برداشت کرتا ہو ، جس کے اندر حلم ہو ، اُس کے غصہ سے بچو ورنہ جب اُس کا غصہ نافذ ہوگا تو پھر اکٹھا ہی پتہ صاف کر دیتا ہے اور پھر قیامت تک صورت بھی نہیں دیکھتا ، لہٰذا حلیم شیخ کے غضب سے بچو۔

روحانیت کے معنیٰ

دردِ دل سے کہتا ہوں کہ ساری زندگی کو اللہ تعالیٰ پر فدا کرنے کا، جاں بازی کا ارادہ کرلو کہ ایک لمحہ ، ایک پلک جھپکانے بھر کو بھی ہم حرام لذت حاصل نہیں کریں گے۔ پھر روحانیت عطا ہوگی اور روحانیت کے معنیٰ کیا ہیں کہ پورا جسم روح کے تابع ہو ، روح کا غلبہ ہو ، جسم اور نفس کے گھوڑے کی لگام روح کے پنجہ میں ہو تب سمجھو کہ اب اس کو روحانیت عطا ہو گئی جیسا کہ ابھی میر صاحب نے آپ کو پڑھ کر سُنایا کہ اگر گھوڑا بھوکا ہے اور نیچے بیس فٹ کا کھڈا ہے جہاں ہری ہری گھاس ہے اور وہ گھوڑا گھاس کو دیکھ کر للچا رہا ہے اور ارادہ کر رہا ہے کھڈے میں کودنے کا تو سوار کو پتہ چل جاتا ہے کہ اب یہ ہری گھاس کی لالچ میں خندق میں کودنا چاہتا ہے لیکن سوار جانتا ہے کہ اگر یہ کودا تو نہ یہ رہے گا نہ میں رہوں گا لہٰذا زور سے اُس کی لگام کھینچتا ہے چاہے گھوڑے کا منہ زخمی ہو جائے تو بھی پروا نہیں کرتا۔ اسی طرح ہر انسان کو اپنے

نفس کے گھوڑے کے بارے میں پتہ چل جاتا ہے کہ اب یہ گناہوں کی ہری ہری گھاس دیکھ کر للچارہا ہے اور اب یہ بے غیرتی کا مظاہرہ کرنے والا ہے، آنکھ کھولنے والا ہے ، شلوار کھولنے والا ہے اور جانتا ہے کہ گناہوں کی خندق میں کود کر یہ بھی تباہ ہوگا اور میں بھی تباہ ہوں گا تو اس سے بڑا احمق اور گدھا کون ہوگا کہ گھوڑا بھی ضائع ہو اور سوار بھی ضائع ہو اور پھر بھی نفس کی لگام نہ کھینچے۔ آخر عقل کے بالغ ہونے کی ایک مدت ہوتی ہے ، ہر کورس کی ایک مدت ہوتی ہے ، حیا اور شرم کا بھی کورس ہے ، آخر کب تک بے شرمی رہے گی۔ دوستو! کوئی زمانہ تو آنا چاہئے کہ جس میں انسان کے قلب میں تقویٰ اور حیا پیدا ہوجائے۔ حیا کے معنیٰ یہ نہیں کہ گھر سے باہر بغیر شیروانی کے نہ نکلے جب تک سب بٹن نہ لگا لے۔ یہ اہلِ لکھنؤ کی شرم ہے ، اللہ والوں کی شرم یہ نہیں ہے۔ اللہ والوں کی شرم یہ ہے کہ اُن کا مولیٰ اُن کو نافرمانی کی بے حیائی میں نہ دیکھے ورنہ لباس سے کیا ہوتا ہے۔

لباسِ تقویٰ کی بدولت حضرت عمرؓ کی جلالتِ شان

مدینہ شریف کے قبرستان جنت البقیع میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خالی لنگی باندھے ہوئے زمین پر لیٹے تھے اور قیصرِ روم کا عیسائی سفیر پوچھنے لگا کہ مسلمانوں کا جو امیر المومنین اور خلیفہ ہے وہ کہاں رہتا ہے، اُس کا محل کدھر ہے؟

قوم گفتندش عمر را قصر نیست

مسلمانوں کی قوم نے کہا کہ خلیفۂ دوم حضرت امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی محل نہیں۔

مر عمر را قصر جانِ روشنے است

مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محل اُن کی جانِ پاک ہے جو تعلق مع اللہ کے نور سے روشن ہے اور بہت شاندار ہے۔ صحابہ نے بتایا کہ وہ جنت البقیع کے قبرستان میں کہیں گھاس پر لیٹے ہوئے ملیں گے۔ جا کر دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین پر خالی لنگی پہنے ہوئے سو رہے ہیں وہ سفیر ہیبت سے کانپنے لگا اور دل میں کہنے لگا

گفت باخود من شہاں را دیدہ ام
پیش سلطاناں پنہ بگزیدہ ام

میں تو ہمیشہ بادشاہوں کو دیکھتا رہا ہوں اور میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کے ہاں حاضری دی ہے لیکن۔

از شہانم ہیبت و ترسم نبود
ہیبت ایں مرد ہوشم را ربود

بادشاہوں سے مجھے کبھی ایسا خوف نہ ہوا لیکن اِس گدڑی پوش کی ہیبت سے تو میرے ہوش اُڑے جارہے ہیں۔

بے سلاح ایں مرد خفتہ بر زمیں
من بہفت اندام لرزم چیست ایں

یہ کیسا بادشاہ ہے کہ لنگی باندھے ہوئے سو رہا ہے نہ کوئی سیکیورٹی نہ

کوئی گارڈ نہ کوئی محافظ دستہ نہ ہتھیار ، اکیلا لیٹا ہوا ہے لیکن کیا ماجرا ہے کہ میں سات جسموں سے کانپ رہا ہوں۔ میں نے بڑے بڑے مسلح بادشاہوں کو فوج کے ساتھ دیکھا ہے کیونکہ سفیروں کا کام ہی سلاطینِ عالم سے ملنا ہے لیکن میں وہاں کبھی نہیں کانپا مگر عادت کے خلاف یہاں کیوں کانپ رہا ہوں اور ایسا کانپ رہا ہوں کہ اگر مجھے سات جسم اور مل جائیں تو سب کانپنے لگیں۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ مولانا رومی نے جواب دیا۔

ہیبتِ حق است ایں از خلق نیست
ہیبتِ ایں مرد صاحب دلق نیست

یہ مخلوق کی ہیبت نہیں تھی، حضرت عمرؓ کی جان میں جو اللہ تعالیٰ کی ذات متجلی تھی ،نسبت مع اللہ کی جو عظیم دولت تھی اُس کا اثر چہرے پر تھا۔

خونِ آرزو کا انعامِ عظیم

آہ دوستو! کیوں زندگی ضائع کرتے ہو ، زندگی کو ضائع کرنا نادانوں کا کام ہے۔ لُوٹ لو ، یہ عالم لُوٹ کا ہے، ہر گناہ کے تقاضے کو پامال کرکے دریائے خونِ آرزو سے عبور کرکے عظیم الشان مولیٰ کے پاس پہنچو گے جہاں امن ہی امن ہے ، چین ہی چین ہے ۔

عارفاں زا نند ہر دم آمنوں
کہ گذر کردند از دریائے خوں

عارفین ہر وقت امن میں ہیں ، اللہ کے پہچاننے والے ہر وقت

امن میں ہیں۔ کیوں ؟ اس لئے کہ وہ دریائے خون سے عبور کرتے ہیں، اپنے خونِ آرزو کے دریا کو عبور کرکے وہ اپنے مولیٰ کو پاتے ہیں۔ دوستو! اختر آپ کے سینوں میں مرسیڈیز کا انجن ڈالنا چاہتا ہے اور آپ ہیں کہ اپنی فوکس ویگن کی فوکس اور لومڑیت سے آگے بڑھنے کے لئے تیار نہیں۔ لندن کے ایک ڈاکٹر نے ڈاکٹر جسٹس تنزیل الرحمٰن کے سینہ کا آپریشن کر کے اُن کے قلب سے ایک خستہ رگ نکال دی اور اُن کی ٹانگ سے ایک مضبوط بڑی شریان نکال کر قلب میں ڈال دی اور بعد میں اس نے کہا کہ میں نے آپ کے فوکس ویگن میں مرسیڈیز کا انجن ڈال دیا ہے۔اب جتنا کام کرتے تھے اُس سے ڈیوڑھا کام کریں گے اوراُنہوں نے میرے اسی حجرے میں آکے بتایا کہ واقعی اب میں ڈیوڑھا کام کرتا ہوں۔ دنیاوی ڈاکٹر تو آپ کے سینہ کو پھاڑ کر آپ کے قلب کی خستہ ، افسردہ اور مُردہ شریان کو تبدیل کرسکتا ہے تو کیا اللہ والوں اور اللہ والوں کے غلاموں میں اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت نہیں رکھی ہے کہ وہ آپ کے قلب کی لومڑیت کوختم کرکے شیرانیت کی رگ ڈال دیں۔

اصلی مرید کون ہے؟

لیکن آہ آپ ترکِ معصیت کا ارادہ نہیں کرتے۔ آپ مرید نہیں مریدوں کی نقل ہیں یعنی نمبر دو مرید ہیں۔ گناہ چھوڑنے کا ارادہ ہی نہیں ہوتا آپ کا۔ ذرا ارادہ کرکے دیکھئے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

شیخ پینے کا ارادہ تو کریں
حوضِ کوثر سے منگالی جائے گی

اپنے کو مرید کہتے ہو حالانکہ مرید نہیں ہو۔ مرید کے معنیٰ یہ ہیں کہ ارادہ کرلے کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرنا ہے، حسینوں کو نہیں دیکھنا ہے ، ان سے حرام تعلق نہیں رکھنا ہے ، ڈش انٹینا نہیں دیکھنا ہے ، وی سی آر نہیں دیکھنا ہے ، ناجائز اور خلافِ شرع مجلس اور شادی بیاہ میں شریک نہیں ہونا ہے۔

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہئے
پیشِ نظر تو مرضیٔ جانانہ چاہئے
اب اس نظر سے جانچ کے تُو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

مخلوق کیا چیز ہے ، کیا بیچتی ہے مخلوق جس سے ڈرتے ہو۔ کوئی بیوی سے ڈرا ہوا ہے ، کوئی دفتر سے ڈرا ہوا ہے ، کوئی افسر سے ڈرا ہوا ہے۔ کیا یہ زندگی ہے؟ قابلِ ننگ ہے، قابلِ شرم ہے ایسی زندگی۔

روح کی زبردست طاقت

اس روح میں اللہ تعالیٰ نے زبردست صلاحیت رکھی ہے ، اتنی طاقت رکھی ہے کہ مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا ایک طبقہ ابدال کا ہے جو اگر چاہیں تو کراچی سے ایک قدم میں ملک شام جاسکتے ہیں اور کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا اور اُن

کو بھی پتہ دینے کی اجازت نہیں ہوتی ، ابدال کو اجازت نہیں کہ بتادے کہ آج ایک قدم میں ہم ملک شام گئے تھے ورنہ اُن کی ابدالیت چھین لی جائے گی اور دال بنادیئے جائیں گے بجائے گوشت کے۔

تو میں عرض کررہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے روح میں وہ صلاحیت رکھی ہے کہ

پر ابدالاں چوں پر جبرئیل

یہ مولانا رومی ہیں۔ یہ شخص کوئی قصے کہانی کی کتاب لکھنے والا نہیں ہے۔ سارے عالم کے اولیاء اللہ جس کی ولایت کو تسلیم کرتے ہیں یہ اُس کا کلام ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا یہ طبقہ جو ابدال کہلاتا ہے اُن کی روحانیت کے پر ظاہر میں نظر نہیں آتے مثل جبرئیل علیہ السلام کے اُن کی روح میں پر ہوتے ہیں لیکن اُن کو بتانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ ایک گاؤں میں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں ابدال ہوگیا ہوں۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا گیا کہ یہاں ہمارے گاؤں میں ایک شخص اپنی ابدالیت کا دعویٰ کرتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جس کو اللہ ابدال بناتا ہے اُس کو اجازت نہیں ہوتی کہ وہ اپنے کو ابدال ظاہر کرے لہٰذا یہ ابدال نہیں ہے ، ہاں پہلے گوشت تھا اب دال ہوگیا ہے۔ یعنی تکبر سے دعویٰ کرکے اپنی بڑائی دکھاتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے۔

بڑے پیر صاحب کا واقعہ طئ الارض

بڑے پیر صاحب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہء قادریہ کے بانی اُن کو بارہ بجے رات کو حکم ہوا کہ دو سو میل پر شہر بصرہ میں جایئے وہاں ایک ابدال کا انتقال ہوگیا ہے۔ اُس کے جنازہ میں آپ کو شرکت کرنی ہے۔ چنانچہ دو تین سو میل ایک سیکنڈ میں پہنچ گئے۔ اولیاء اللہ کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی ہے، اس کا نام طئ الارض ہے ایک خادم بھی وہاں چھپا ہوا تھا وہ ظالم بھی بصرہ پہنچ گیا، جب زمین لپیٹی گئی تو اس لپیٹ میں وہ بھی سمیٹ ہوگیا۔ شیخ سے اجازت لی نہیں تھی اس لئے مارے ڈر کے وہ اپنے کو ظاہر نہیں کرتا تھا، دور دور سے دیکھتا رہا۔ اُسی نے یہ راز فاش کیا کہ جب اس ابدال کے جنازے کی نماز ادا ہوگئی تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اب موصل جایئے وہاں ایک عیسائی ہے جو اپنے عیسائی مذہب پر گرجا گھر میں عبادت میں مشغول ہے لیکن میں نے اُس کے قلب میں ایمان داخل کردیا ہے، اُس کو کلمہ پڑھایئے اور اس ابدال کی کرسی پر اُس کو بیٹھا دیجئے۔

جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخر اولیاء

اللہ سو برس کے کافر کو فخر اولیاء بنانے پر قادر ہے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو پھر طئ الارض ہوا اور یہ ظالم خادم بھی جو لومڑی کی

طرح چھپا ہوا تھا ، وہاں پہنچ گیا۔ شیخ نے اس راہب کو ڈانٹ کر کہا کہ ذوالنار توڑ دو ، اب تم کو ذوالنور ہونا ہے ، اب نار سے نور ہونا ہے، اور کلمہ پڑھو۔ بنا بنایا کھیل تھا۔

حُسن کا انتظام ہوتا ہے

عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

حکیم الامت جیسا ثقہ راوی اپنے وعظ میں فرماتا ہے کہ فوراً اُس عیسائی نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا اور پھر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے قدیم کافر اور جدید مومن تجھ کو اللہ تعالیٰ نے ابدال بنایا ہے ، فلاں شہر میں جا اور ابدال کی کرسی پر بیٹھ جا۔ سو سال کے کافر کو مومن بنا کر کیا مقام دیا۔

بہت ابھاگن مرگئیں جگت جگت بورائے

پیو جو کا چاہے سوتت لئے جگائے

یہ ہندی شعر ہے یعنی کتنے بدنصیب لوگ پاگل کی طرح مرگئے اور کامیاب نہ ہوئے اور اللہ جس کو چاہے تو سوتے ہوئے کو جگا دیتا ہے۔

اہل اللہ کا اصلی کمال استقامت علی الدین ہے

خیر ابدال تو سب کو نظر نہیں آتے مگر کم سے کم جو چیز سب کو نظر آتی ہے وہ اُن کی استقامت ہے کہ وہ اللہ کے دین پر کس طرح جان دیتے ہیں۔ اُن کی روحانیت کی یہی دلیل ہے کہ وہ سلطنت سے نہیں بکتے ، لیلاؤں سے فروخت نہیں ہوتے ، سورج و چاند

کی روشنی سے نہیں بکتے ، وزارت کی کرسیوں سے نہیں بکتے وہ ڈالر اور پونڈ سے مرعوب ہو کر پوں پوں نہیں کرتے۔ اللہ والے بہت بڑی نعمت ہیں دوستو! یہ بات سُنانے والا بھی ایک دن تم کو نہیں ملے گا۔اتنے عظیم مولیٰ کو چھوڑ کر تم کہاں پیشاب پاخانے کے مقامات میں عبور کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ اپنی زندگی کو مت ضائع کرو۔گناہ کرنا اپنی زندگی کو ضائع کرنا ہے. اور خالقِ زندگی کو پالینا اپنی زندگی کو حاصلِ زندگی سے آشنا کرنا ہے، جو اللہ کو پا گیا زندگی کا حاصل پا گیا۔ جس دن بندہ نفس و شیطان کی غلامی سے نکل کر سراپااللہ کا ہو گیا اور اللہ کا ہونا اس کی قسمت میں مقدر ہوگیا اور استقامت کی نعمت سے مشرف ہو گیا تو لاکھ قنات ہٹا کر عورتیں کہیں کہ پیر نوں چنگی طرح ویکھن دیو۔ پنجاب میں جاہل عورتیں کہتی ہیں کہ پیر سے کیا پردہ ، پیر کو ہمیں اچھی طرح دیکھنے دو۔ لیکن اگر اللہ والا عالم ہے تو وہ کہے گا کہ بس میری تقریر بھی ختم ، ہم جاتے ہیں،اگر آپ کو پردہ منظور نہیں ہے تو میری تقریر بھی یہاں نہیں ہو سکتی۔ اللہ کو ناراض کرکے دین پھیلانا ہم پر فرض نہیں ہے ۔ ہمیں سرکاری کام سرکار کی مرضی کے مطابق کرنا ہے۔ خلافِ اصول مدرسہ چلانا ہم پر فرض نہیں ہے ، مدرسہ ہو یا تقریر ہو یا جلسہ ہو ہم سرکار کے کام کو سرکار کی مرضی کے مطابق کریں گے۔ یہ تھوڑی ہے کہ عورتیں

کہیں کہ ڈیکھن دیو اور ہم کہیں کہ ہاں ہاں دیکھ لو ۔ نہ تمھارا ڈیکھن چلے گا نہ ہمارا ڈیکھن چلے گا اللہ کا حکم چلے گا۔

شانِ اہل اللہ کے منافی اعمال سے پرہیز کی تعلیم

دوستو ! اعمالِ بد سے اپنی قسمت کو خراب مت کرو ، کچھ انسانیت کا حق ادا کرو ، ذرا اپنی صورت کو دیکھو۔ اسی لئے میں نے کہا ہے کہ جیب میں آئینہ رکھو اور جب کسی خبیث حرکت کو دل چاہے تو آئینہ نکال کر اپنی شکل دیکھو ، اپنے سر کی گول ٹوپی دیکھو ، اپنی داڑھی کی پیمائش کرو اور اپنی پیشانی پر سجدوں کے نشانات دیکھو ، پھر اس کے بعد فیصلہ کرو کہ یہ جغرافیہ ہمارا ہے ، اس جغرافیہ کے ساتھ یہ سیاہ تاریخ ہمیں زیب دیتی ہے یا نہیں۔ ہر چیز کا ایک تناسب ہوتا ہے۔ مولانا رومیؒ کا ارشاد فرمودہ قصہ ہے کہ ایک اونٹ جارہا تھا۔ ایک چوہے نے اُس کی رسی پکڑ لی اور آگے آگے چلنے لگا۔ اونٹ نے دیکھا کہ ایک چوہا میری امامت کے فرائض انجام دینے کی کوششِ ناکام میں لگا ہوا ہے۔ اُس اونٹ نے سوچا کہ تھوڑی دیر کے لئے اس کا دل بھی خوش کردوں تاکہ یہ ناز کرے کہ میں ایک چھوٹا سا جسم ہوں اور اتنے بڑے جسم کا امام بنا ہوا ہوں۔ اونٹ پیچھے پیچھے چلنے لگا اور اپنے دانت میں چوہا رسی کو دبائے آگے آگے چلنے لگا اور مارے خوشی کے اپنے سائز سے کئی گنا زیادہ پھول گیا۔ اونٹ اس کے پھولنے پر ہنس

رہا تھا کہ ابھی پتہ چلے گا۔ آگے دریا آرہا ہے تب ان کو اپنی مشیخت اور مرشدیت کا اور اپنی پیری اور امیری اور اپنی امامت کا صحیح انسپکشن ہو جائے گا ، تب معلوم ہوگا کہ یہ کس درجے کے شیخ ہیں۔جب دریا آیا تو چوہا کھڑا ہوگیا۔ اونٹ نے کہا کہ میرے پیارے مرشد ، میرے پیارے شیخ ، میرے امام صاحب میں تو پیچھے پیچھے اقتدا کر رہا ہوں آپ رک کیوں گئے؟ آگے بڑھئے تو چوہے نے کہا پانی بہت ہے۔ اونٹ نے کہا کہ پانی کہاں زیادہ ہے؟ میں آگے چلتا ہوں اور پانی میں داخل ہوگیا اور چوہے سے کہا کہ اے میرے امام ، میرے مرشد میرے پیر آجایئے، آپ کا مقتدی اپنے مقتداء کا انتظار کر رہا ہے، پانی زیادہ نہیں ہے بس میرے گھٹنے تک ہے۔ چوہے نے کہا کہ حضور آپ کے گھٹنے تک جہاں پانی ہے وہ میرے سر سے کئی گنا اوپر ہے جو میرے سر سے ہی نہیں گذرے گا بلکہ میرے پورے خاندان کو ڈبونے کے لئے کافی ہے۔ اس میں یہ نصیحت ہے کہ کوئی ایسا کام نہ کرو جو آپ کی شان کے مناسب نہ ہو۔جب اللہ والوں کی شکل اللہ نے عطا فرمائی ہے تو ذلیل اور خبیث کام کرکے اللہ والوں کو بدنام نہ کرو۔ اس پر ایک لطیفہ یاد آیا کہ لندن میں ایک شخص نے میر صاحب سے مزاحاً کہا کہ میں آپ کو اپنے گجراتی سلسلے سلسلۂ پٹیلیہ میں بیعت کرتا ہوں۔ میر صاحب نے کہا کہ مجھے آپ بیعت نہیں

کر سکتے ذرا میرے جسم کو دیکھئے اور اپنے کو دیکھئے تو اُس نے فوراً کہا کہ میں وہ چوہا نہیں ہوں جو اونٹ کو گھسیٹ رہا تھا۔

ارتقاءروح کا طریقہ

دوستو ! چند دن محنت کر لو، زیادہ لمبا کورس نہیں ہے، چند دن محنت کرکے اپنی روحانیت کو بڑھالو، اللہ کو پاجاؤ گے اور روحانیت کی سیڑھتی ہے؟ جتنا نفس مٹتا ہے ، مسلمان جتنا اپنی بری آرزوؤں کا خون کرتا ہے ، جتنا شاہراہِ اولیاء پر اپنے مشائخ کے طریقے پر چلتاہے اتنی ہی اس کی روحانیت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ہر شکستِ آرزو ،ہر شکستِ دل پر اس کی روحانیت کو اللہ تعالیٰ ترقی دیتا چلا جاتا ہے۔ روح کا ارتقاء اور روح کی ترقی شکستِ آرزو اور شکستِ نفس پر ہے۔ جتنا بُری آرزو کو پامال کرو گے ، جتنا اپنا دل توڑو گے اور اللہ کے قانون کا احترام کروگے اللہ آپ کو محترم بنائے گا اور آپ کی روحانیت کو قوی کردے گا پھر آپ اپنی زندگی پر حیرت زدہ ہوں گے اور بزبان حال کہیں گے

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کردیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کردیا

پھر آپ کو اپنی ہستی پر اور اپنی گذشتہ زندگی پر ندامت ہوگی، اپنے بلوغ کے زمانے سے لے کر آج تک کی تمام نالائقیوں کا استحضار ہوگا ،پھر آپ سوچیں گے کہ یا اللہ یہ مجھ کو کیا ہوگیا،

یہ میرے قلب کی فوکس ویگن کیسے مرسیڈیز بن گئی۔

کھینچی جو ایک آہ تو زنداں نہیں رہا
مارا جو ایک ہاتھ گریباں نہیں رہا

اللہ کے لئے پھر کہتا ہوں کیونکہ زندگی کے بہت ہی آخری مرحلے میں اختر اپنے کو محسوس کرتا ہے، پچھتر سال میری عمر ہو رہی ہے۔ ہمارے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ساٹھ سال کے بعد ایک ایک دن توسیع ہے جس کو آپ انگریزی میں ایکسٹینشن (Extension) کہتے ہیں۔ میں جب صبح اُٹھتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ ایک دن اور مل گیا۔ بس جس کے نصیبے اچھے ہوں گے اس آخری عمر کی نصیحتوں پر عمل کرکے ولی اللہ ہوجائے گا اور وہی میرا مرید اور میرا دوست ہے ورنہ اُس کو اختیار ہے جہاں چاہے ڈوب کے مرے، میرے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو واللہ پوری امتِ مسلمہ میں ایک مسلمان کو بھی غیر ولی نہ رہنے دیتا۔ میرے اختیار میں رونا ہے، اللہ تعالیٰ سے رو رو کر اپنے لئے بھی اللہ کی دوستی مانگتا ہوں اور ایک مسلمان مرد اور ایک مسلمان عورت کے غیر ولی رہنے کا غم محسوس کرتا ہوں کہ اللہ کوئی بندہ اور کوئی بندی آپ کی دوستی کے مقام سے محروم ہو کر نہ مرے۔ سینہ میں یہ دردِ دل رکھتا ہوں اور اسی لئے اس بڑھاپے میں بھی سفر کرتا ہوں کہ شاید کوئی بندہ اس سفر کی مشقتوں سے صاحبِ نسبت ہوجائے۔

سب سے آسان کام

اور ولی اللہ بننے کو اللہ تعالیٰ نے اتنا آسان کام بنایا ہے کہ کوئی شخص فرض ادا کرلے ، واجب ادا کرلے سنت موکدہ ادا کرلے خواہ زندگی بھر ایک نفل نہ پڑھے مگر ایک لمحہ اللہ کو ناراض نہ کرے ، اتنا ایمان و یقین اور عشق و محبت اس کے دل میں گھل جائے کہ اس کا جذبہ یہ ہو کہ اپنے مولیٰ کو میں ایک سانس ، ایک سیکنڈ ناراض کر کے حرام لذت کو کشید اور چشید نہیں کروں گا تو یہ شخص ولی اللہ ہے۔

میری جو ہونی تھی حالت ہوگئی
خیر ایک دنیا کو عبرت ہوگئی

دوستو ! نفس کی دھجیاں اُڑ جائیں تو اُڑ جانے دو ، نفس کی شکست و ریخت اور خونِ آرزو ہوتا ہے تو ہونے دو ، ہمیں تو اپنے مولیٰ کو خوش کرنا ہے۔

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو تیرے قابل بنانا ہے مجھے

رجال اللہ کا مقامِ روحانیت

اللہ کی یادوں میں جو نور ہے وہ ہماری مرادوں میں کہاں۔

میرا شعر ہے۔

اُن کی مراد ہیں اگر میری یہ نامرادیاں
اُن کی رضا ہی چاہئے دوسرا مُدعا نہیں

ہمیں تو اُن کو راضی کرنا ہے، ہماری مرادوں کی آخری منزل اُن کی رضا ہے، اُن کو ناراض کرکے اپنی مراد کو پورا کرنا عشق نہیں، بے وفائی ہے۔

کون کہتا ہے بامرادی کا
عشق ہے نام نامرادی کا

اگر ہماری نامرادی اُن کی مراد ہے تو یہی ہماری بھی مراد ہے ہم اپنی ان مرادوں پر لعنت بھیجتے ہیں جن سے ہمارا مولیٰ راضی نہ ہو۔

جو اُن کی خوشی ہے وہی اپنی بھی خوشی ہے
جا دل تجھے چھوڑا کہ جدھر وہ ہیں اُدھر ہم

اس لئے ارادہ کرلو اگر مراد آباد جانا ہے یعنی اگر اللہ کے عالمِ قرب سے آشنا ہونا ہے تو اپنی روحانیت کو رجال اللہ کے مقامِ شیرانیت تک لے جاؤ اور یہ روحانیت بدنظری سے اور بدمعاشیوں سے نہیں بڑھتی، یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں غم اُٹھانے سے، خونِ آرزو سے، شکستِ آرزو سے اور زخمِ حسرت سے عطا ہوتی ہے۔ میرے جتنے لفظ اس وقت نکلے ہیں اِن کو غور سے سُننا اور کیسٹ سے بار بار سُننا۔ یہ روحانیت پیدا ہوتی ہے خونِ آرزو سے، شکستِ دل سے، زخمِ حسرت سے اور غمِ راہِ جاناں سے۔

عارف غمِ جاناں کی توجہ کے تصدق
ٹھکرا دیا وہ غم جو غمِ جاوداں نہ تھا

کتنا پیارا شعر ہے۔ شبلی منزل اعظم گڈھ سے ایک رسالہ نکلتا تھا ''معارف'' اُس میں یہ شعر میں نے آج سے پچاس سال پہلے پڑھا تھا۔

عارف شاعر کہتا ہے کہ اے عارف میرے پیارے اللہ کے راستے کا غم، محبوب کا غم جو دائمی، غیر فانی، غیر محدود اور سارے عالم سے لذیز تر ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کے اس غم کے فیضان کے صدقے میں ساری دنیا کے حسینوں کا غم میری نگاہوں سے گر گیا، میں دنیا کے تمام حسینوں کے غمِ فانی سے دستبردار ہوگیا، اس غمِ فانی کو میں نے پیروں سے ٹھکرادیا کیونکہ یہ غمِ جاوداں نہ تھا۔ شکل بگڑنے سے جو غم فنا ہوجائے وہ غمِ جاوداں نہیں ہوتا کیونکہ شکل بگڑنے کے بعد سب سے پہلے تم ہی اس شکل سے بھاگو گے جن پر تم نے اپنی عزت و آبرو اور حق تعالیٰ کے ایمان کو ضائع کیا ہے۔ مگر کاش میری بات آپ کے دل میں اُتر جائے۔

آج ایک دُعا سکھاتا ہوں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے امداد ہے اور ہم لوگوں کا سلسلہ امدادیہ ہے، ہمارا سب کام اللہ کی امداد سے چلتا ہے۔ حاجی امداد اللہ صاحب ہمارے پردادا پیر ہیں جو چاروں سلسلوں میں بیعت کرتے تھے۔

پوری دنیا میں میں نے ایسا سلسلہ نہیں دیکھا، کہیں چشتیہ ہے، کہیں قادریہ ہے، کہیں نقشبندیہ پایا، کہیں سہروردیہ پایا۔ یہ ہم لوگوں کا سلسلہ اتنا پیارا اور مبارک ہے کہ حاجی امداداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر چاروں سلسلے جمع ہوتے ہیں، یہ چار دریاؤں کا مجموعہ ہے، یہ نہ سنگم ہے، نہ تربنی ہے اس کو چربنی کہتے ہیں جس میں چاروں دریا شامل ہیں۔ اس لئے ہم بیعت ہوتے وقت یہ کہتے ہیں کہ داخل ہوتے ہیں ہم سلسلہ چشتیہ میں، سلسلہ قادریہ میں، سلسلہ نقشبندیہ میں، سلسلہ سہروردیہ میں۔ یہ اتنا وسیع سلسلہ ہے کہ ان شاء اللہ قیامت کے دن چاروں سلسلوں کے اولیاء اللہ کا ساتھ نصیب ہوگا۔

حصول نسبت مع اللہ کے لئے عظیم الشان دُعا

اب وہ دُعا سکھا رہا ہوں کہ گیا سے گیا یعنی ہر گیا گذرا، ہرگناہ کا پکڑا ہوا، ہرگرفتارِ معصیت ان شاء اللہ گناہوں سے نجات پاجائے گا اور نسبت مع اللہ سے محروم نہیں رہے گا اگر صباحاً اور مساءً یعنی صبح و شام پڑھے گا۔ صبح و شام وظیفوں کی تاثیر قرآن پاک سے ثابت ہے؛

﴿ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوةِ وَالْعَشِيِّ ﴾

اللہ تعالیٰ صحابہ کی شان بیان فرما رہے ہیں کہ یہ صبح شام ہم

کو یاد کرتے ہیں۔ علماء لکھتے ہیں کہ صبح و شام کی تاثیر کی وجہ یہ ہے کہ صبح و شام فرشتوں کی ڈیوٹی بدلتی ہے۔ شام سے صبح تک رہنے والے فرشتے فجر کے بعد جاتے ہیں اور فجر سے شام تک رہنے والے فرشتے مغرب کے بعد جاتے ہیں۔ صبح و شام فرشتوں کی ڈیوٹی بدلتی ہے۔ تو اللہ ایسی حالت میں اپنے ذکر کی تعلیم دے رہا ہے کہ فرشتے میرے بندوں کو میری یاد کی حالت میں پاکر میرے سامنے اُن کی تعریف کریں جیسے شفیق ابا کہتا ہے کہ میرے بیٹوں سے فلاں فلاں وقت میں ملو۔ کیونکہ بیٹے اس وقت فرامینِ سلطنت جاری کرتے ہیں یا کوئی اہم کام کرتے ہیں تو جس طرح ابا خوش ہوتا ہے کہ ان اوقات میں جو میرے بیٹوں سے ملے گا اور ان کو اچھے کاموں میں مشغول پائے گا تو مجھ سے ان کی تعریف کرے گا جس سے باپ کو خوشی ہوتی ہے۔ اسی طرح صبح و شام ذکر کے لئے مقرر فرمانا یہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ صبح و شام جب فرشتوں کا تبادلہ ہو تو وہ میرے بندوں کو حالتِ ذکر میں پائیں، عزت کی حالت میں پائیں اور میرے بندے رسوائی میں نہ پکڑے جائیں تو وہ دُعا کیا ہے؛

﴿ اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِیْ فَاِنَّکَ بِیْ عَالِمٌ ﴾

اے اللہ آپ ہم کو ذلیل اور رسوا نہ کیجئے کیونکہ آپ ہمارے ہر گناہ سے باخبر ہیں، جب ہم گناہ کرتے ہیں تو آپ موجود ہوتے ہیں اور جب نیکی کرتے ہیں تو بھی موجود رہتے ہیں آپ کبھی غیر موجود ہوتے ہی نہیں۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ کا یہی ترجمہ ہے کہ اے اللہ آپ اپنے بندوں سے کبھی غیر موجود نہیں ہوتے، مسجد میں بھی آپ ساتھ ہیں، دفتر میں بھی ساتھ ہیں، ہوائی جہاز پر بھی ساتھ ہیں، بحری جہاز پر بھی ساتھ ہیں، شہر میں بھی ساتھ ہیں، جنگل میں بھی ساتھ ہیں، کہیں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں آپ ساتھ نہ ہوں۔ وَهُوَ مَعَكُمْ جملہ اسمیہ ہے، اس سے خروج محال ہے۔ اب منطق سنئے کہ وَهُوَ مَعَكُمْ جملہ اسمیہ ہے اور جملہ اسمیہ دلالت کرتا ہے دوام پر اور دوام دلالت کرتا ہے عدم خروج پر کہ اس حالت سے اس کا خروج نہیں ہوسکتا یعنی بندہ ایک سانس ایسا نہیں لے سکتا کہ خدا اُس کے ساتھ نہ ہو، انسان کا کوئی سانس ایسا نہیں گذر سکتا کہ جس سانس میں وَهُوَ مَعَكُمْ سے اس کا خروج اور ایگزٹ **(Exit)** ہوجائے۔ بتاؤ ایسا رفیق کہاں ملے گا جو زمین کے اوپر بھی اور زمین کے نیچے بھی، عالمِ برزخ میں بھی، میدانِ محشر میں بھی اور جنت میں بھی ساتھ ہو، لاؤ ہمارے پیارے اللہ کے سوا کوئی ایسا ساتھی، ایسا رفیق، ایسا مولیٰ، جو کبھی اور کہیں ساتھ نہ چھوڑتا ہو۔

ایسا محبوب کوئی دکھلائے
ہو جو ہر دم دلِ حزیں کا حبیب
جو ہو موجود دل کی دھڑکن میں
رگِ جاں سے بھی ہو زیادہ قریب

ورنہ جنازہ جب قبر میں اُترتا ہے تو بڑی بڑی عاشق بیویاں زمین کے اوپر رہ جاتی ہیں، مال و دولت و کاروبار اور دفتر اور آفس جس کی وجہ سے اُن کو فش ملتا ہے اور ڈش ملتا ہے، اگر آفس نہ چلے تو فش بھی غائب اور ڈش بھی غائب۔ موت کے وقت آفس اور فش اور ڈش سب ساتھ چھوڑ دیتے ہیں یا نہیں؟ یا آفس ساتھ جاتا ہے کہ صاحب جو کاروبار چھوڑ کر جا رہے ہیں اُس کی ترقی کے لئے وقتاً فوقتاً ہدایت جاری کرتے رہیں گے۔

تو اَللّٰھُمَّ کے معنی ہیں اے اللہ اور اللہ اسمِ اعظم ہے۔ کیا مطلب؟ کہ میرے اسمِ اعظم کے صدقہ میں بھیک مانگو کہ اَللّٰھُمَّ لَا تُخْزِنِیْ اے اللہ مجھے رسوا کرنے کی جو قدرت آپ کو حاصل ہے تو رسوا نہ کرنے کی بھی آپ کو قدرت ہے۔ ایک طرفہ قدرت پر اللہ تعالیٰ مجبور نہیں ہے کہ ایک قدرت رسوا کرنے کی تو حاصل ہو اور دوسری قدرت رسوا نہ کرنے کی حاصل نہ ہو اور قدرت کی تعریف کیا ہے؟

فلسفہ کا قاعدہ مسلمہ ہے اور اس پر میں بڑے بڑے ایم ایس اور بڑے سے بڑے سائنسداں کو للکارتا ہوں کہ اپنی سائنس کے زور سے میری اس بات کو ذرا رد کرکے دکھاؤ کہ قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے یعنی قدرت کہتے ہیں کہ ضدین پر قدرت حاصل ہو، جو کام کرسکتا ہو اُس کو نہ بھی کرسکتا ہو اس کا نام قدرت ہے۔ اگرکسی کی گردن ایک طرف کو اکڑ گئی ہے دوسری طرف نہیں مُڑ سکتی تو اس کو کہتے ہیں کہ تشنج ہوگیا ہے، کزاز ہوگیا ہے، ٹٹنس ہوگیا ہے اس کو قدرت نہیں کہتے۔ یہ سب طب کی کتابوں میں مجھ کو پڑھایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ آج میری طبِ یونانی طبِ ایمانی میں تبدیل ہو رہی ہے۔ تو فلسفے کے قاعدہ مسلّمہ کے مطابق قدرت نام ہے جو ضدین سے متعلق ہو۔ جو کام کرسکتا ہو نہ بھی کرسکتا ہو چنانچہ ایک فلسفہ داں نے حکیم الامت کو لکھا کہ میں جب کسی حسین پر نظر ڈالتا ہوں تو پھر ہٹا نہیں سکتا، میرے اندر طاقت ہٹانے کی نہیں ہوتی۔ حضرت نے لکھا کہ آپ غلط کہتے ہیں۔ اگر آپ دیکھنے کی طاقت رکھتے ہیں تو نہ دیکھنے کی بھی آپ کو طاقت ہے کیونکہ قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے۔

حدیث اَللّٰھُمَّ لَاتُخْزِنِیْ الخ

کی شرح کا دردانگیز، عاشقانہ اور نادر عنوان

وہ خالق سائنس اور خالقِ فلسفہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے نبی اُمّی کو جو کسی مکتب کا پڑھا ہوا نہیں تھا علومِ نبوت عطا فرما رہا ہے کہ آپ اس طریقہ سے امت کو سکھائیے مگر کمال ہے شفقت اور رحمت کا کہ اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی خطاؤں کو خود اوڑھ لیا اور عرض کیا لَاتُخْزِنِیْ اے خدا اپنے نبی کو رسوانہ کیجئے۔ کیا شان رحمت ہے رحمۃ للعلمین کی اور کلامِ نبوت کا کیا کمالِ بلاغت ہے کہ رحمت حق کو جوش دلانے کے لیے امت کی رسوائی کو اپنی رسوائی سے تعبیر کیا ورنہ کیا نبی بھی کہیں رسوا ہوتا ہے۔ نبی تو معصوم ہوتا ہے اور ذلت و رسوائی اس پر ممتنع اور محال ہے، تو یہ سب ہماری تعلیم کے لیے ہے، ہم کو سکھا دیا کہ ایسے مانگو مگر کیا پیارا انداز ہے کہ اپنے غلاموں کو داغدار نہیں ہونے دیا، سب اپنے اوپر اوڑھ لیا کہ اے خدا ہم کو رسوا نہ کرنا۔

فَاِنَّکَ بِیْ عَالِمٌ کیونکہ آپ کو ہمارے سب گناہوں کا علم ہے۔ جب ہم گناہ کرتے ہیں آپ ہمیں دیکھتے رہتے ہیں۔ یہ ہماری بے غیرتی اور بے حیائی ہے کہ ہم آپ کے دیکھتے ہوئے شلواریں کھول دیتے ہیں۔ یہ ہمارا کمینہ پن ہے ورنہ کوئی صاحب نسبت اور مومن کامل استحضارِ عظمتِ الٰہیہ کی حالت میں نامناسب موقع

پر شلوار نہیں کھول سکتا۔ نامناسب کا لفظ یاد رکھئے کہ گناہ نام ہی ہے مرضی خدا کے خلاف کام کرنے کا۔ اللہ کی مرضی کے مطابق کھانا پینا اور ہر جائز نعمت کا استعمال حلال ہے۔ تو اس مضمون کا حاصل یہ ہوا کہ اے خدا آپ ہمیں رسوانہ کیجئے **فَاِنَّکَ بِیْ عَالِمٌ** میں فاءِ تعلیلیہ ہے یعنی بوجہ اس کے کہ آپ کو ہمارے سب گناہوں کا علم تھا، ہے اور ہوتا رہے گا، اس لیے ہمیں رسوا کرنے کا ضابطہ سے آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ اپنی رسوا کرنے والی قدرت کو ہم پر نافذ کردیں، کوئی زمانہ، کوئی وقت، کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ ہمیں رسوا کرنے کا قانون اور ضابطہ کی رو سے آپ کو حق حاصل نہ ہو۔ بحق ضابطہ ہمیں رسوا کرنے کی آپ کو قدرت ہے جس کی دلیل **فَاِنَّکَ بِیْ عَالِمٌ** ہے کہ آپ کو ہمارے سارے گناہوں کا علم ہے اور جس کو کسی کے عیوب کا علم ہو جائے وہ جب چاہے اس کو رسوا کرسکتا ہے۔ پس بحق ضابطہ اگر آپ ہم کو رسوا کردیں تو آپ ظالم نہیں ہوں گے۔ آپ کا عین عدل، عین انصاف عین قانون اور ضابطہ ہوگا۔

رحمتِ ارحم الراحمین کا کامل نمونہ

مگر حق ضابطہ کے بجائے ہم بحق رابطہ آپ سے مانگتے ہیں کہ آپ وہ ارحم الراحمین ہیں جو مولائے رحمۃ للعٰلمین ہیں۔ آج زندگی میں پہلی دفعہ اللہ کی رحمت سے اختر اس عنوان سے فریاد کر رہا ہے کہ آپ ارحم الراحمین ہیں مگر آپ کس پیغمبر کے مولیٰ ہیں؟

سید الانبیاء رحمۃ للعٰلمین کے مولیٰ ارحم الراحمین ہیں۔ یوں تو آپ ہم سب کے مولیٰ ہیں، سارے عالم کے مولیٰ ہیں لیکن رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ ہونے کی نسبت سے، عظیم الشان منسوب الیہ کی نسبت سے بے مثل ارحم الراحمین کی شانِ رحمت کی معرفت میں اضافہ ہوتا ہے کہ آپ اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ ہیں جو رحمتِ ارحم الراحمین کا مظہرِ اتم ہے، آپ کی رحمت کا کامل نمونہ ہے جن کی شان یہ ہے کہ مکہ کے ظالموں کو، ستانے والوں کو، حالتِ نماز میں آپ پر اونٹ کی اوجھڑی ڈالنے والوں کو ، راہ میں کانٹے بچھانے والوں کو، طائف کے بازار میں پتھر مار کرآپکے سر مبارک کے خون مبارک سے نعلین بھرنے والے ظالموں کو فرما دیا کہ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ آج کے دن تم سےکوئی انتقام نہیں، جو بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا وہی تمہارا بھائی آج تمہارے ساتھ رحمت کا معاملہ کرے گا۔ آہ ! بھائی بھی فرما رہے ہیں تو ایسے نبی رحمت کے آپ مولیٰ ہیں ! پھر آپ کی رحمت کا کیا ٹھکانہ ہوگا ! ہمارے وہم و گمان سے اور قیل و قال سے آپ کی رحمتِ بے پایاں بالا تر ہے۔ پس بحق ضابطہ ہم مستحقِ رسوائی ہیں لیکن اے ارحم الراحمین اے مولائے رحمۃ للعٰلمین ہم آپ سے بحق رابطہ بحق رحمت بحق رحمۃ للعٰلمین فریاد کرتے ہیں کہ ہم رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور اس نسبتِ غلامی

کا آپ کو واسطہ دیتے ہیں کہ لَاتُخْزِنِیْ ہمیں رسوانہ کیجیے، معاف کردیجیے ، کیونکہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت کو جو یہ دُعا سکھائی تو اس منفی میں مثبت درخواست پوشیدہ ہے کہ اے خدا آپ کو ہمیں رسوا کرنے کی جتنی قدرت ہے اتنی ہی قدرت رسوا نہ کرنے کی بھی ہے۔ آپ کو دونوں قدرت حاصل ہے۔ چاہیں تو بحق ضابطہ آپ ہم کو ذلیل و رسوا کردیں کہ سارے عالم کو ہم منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں اور چاہیں تو بحق رابطہ، بحق رحمت اور بحق محبت جو ہمیں پیدا کرنے اور پالنے کی وجہ سے آپ کو ہم سے ہے اپنی اس رسوا کرنے والی قدرت کے قضیہ کا عکس کردیں اور ہمیں رسوا نہ کریں کیونکہ ہمیں آپ کے خاص بندوں اور بڑے بڑے علماء نے بتایا ہے کہ فلسفہ کا قاعدہ مسلّمہ ہے کہ قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے یعنی قادر وہ ہے جو ضدین پر قادر ہو کہ جو کام کرسکتا ہو وہ نہ بھی کرسکتا ہو اور جو دو طرفہ قدرت نہ رکھتا ہو وہ مجبور ہوتا ہے اور آپ مجبور نہیں ہیں۔ آپ جس طرح رسوا کرنے والی صفت کے ظہور پر قادر ہیں اسی طرح اپنی اس صفت کو ظاہر نہ کرنے پر بھی قادر ہیں یعنی آپ کو دونوں قدرت ہے۔ آپ ہم کو جتنا رسوا کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اتنا ہی رسوا نہ کرنے کی بھی قدرت رکھتے ہیں۔ لہٰذا اے ارحم الراحمین اپنی رحمت کے صدقہ میں اپنی رسوا کرنے والی صفت ہم پر ظاہر

نہ کیجئے بلکہ اس کا ضد اور عکس یعنی رسوا نہ کرنے والی صفت کا ہم پر ظہور فرماد یجئے۔

ایک بزرگ سے کسی نے کہا کہ ہم نے تم کو نامناسب حالت میں دیکھا ہے۔ اس بزرگ نے کہا کہ تم نے تو میری صرف ایک غلطی دیکھی ہے لیکن میری زندگی میں کتنے گناہ ہیں کہ جن کی اللہ تعالیٰ نے پردہ پوشی فرمائی ہے۔ جو تم کہہ رہے ہو یہ تو اُن ہزاروں خطاؤں اور گناہوں میں سے ایک ہے جن کو تم نہیں جانتے۔ ہر گناہ گار اپنے گناہوں کی تعداد کو جانتا ہے، کمیات کو بھی جانتا ہے، کیفیات کو بھی جانتا ہے اور کس جغرافیہ سے گناہ کیا ہے وہ بھی جانتا ہے لیکن علم جغرافیہ کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس کی تاریخِ گناہ پر اپنی ستاریت کا پردہ ڈالا ہوا ہے۔ اسی لئے دعا کرتا ہوں کہ؛

﴿ اَللّٰھُمَّ لَاتُخْزِنِیْ فَاِنَّکَ بِیْ عَالِمٌ ﴾

اے اللہ مجھے رسوا نہ کیجئے کہ آپ میرے تمام گناہوں سے باخبر ہیں۔

حدیث پاک کے دوسرے جز کی عشق انگیز وعارفانہ شرح

اب دوسرا جملہ بھی اسی سرکارِ عالیہ کا ہے جس کا پہلا جملہ ابھی آپ سن چکے ہیں، اب اسی دربارِ عالیہ کا دوسرا جملہ بھی مسجد اشرف سے نشر کرنے کا شرف حاصل ہورہا ہے؛

﴿ وَلَا تُعَذِّبْنِیْ فَاِنَّکَ عَلَیَّ قَادِرٌ ﴾

اور اے خدا ہم کو عذاب نہ دیجئے کہ ہمیں عذاب دینے کی بحقِ قانون و ضابطہ آپ کو پوری قدرت حاصل ہے لہٰذا پوری قدرت کے اعتبار سے ہم کو پورا عذاب دینے پرآپ قادر ہیں لیکن اے مولیٰ جتنا عذاب دینے کی آپ کو قدرت ہے تو اس قضیہ کے عکس کی یعنی عذاب نہ دینے کی بھی آپ کو اتنی ہی قدرت حاصل ہے۔ عذاب دینے کی یک طرفہ قدرت کے اظہار پر آپ مجبور نہیں ہیں لہٰذا ہم بے کسوں، غریبوں اور گناہ گاروں پر آپ رحم فرمائیں اور عذاب نہ دینے کی قدرت کا ہم پر ظہور فرما دیجئے۔

ارحم الراحمین کی عظمت شان کے عجیب عارفانہ نکات

اور مخلوق میں چونکہ تاثر و انفعال ہے اس لئے اس پر جب اس کی کسی صفت کا غلبہ ہو جاتا ہے تو دوسری صفت میں منتقل ہونے میں دیر لگتی ہے جیسے کسی پر غصہ چڑھ گیا تو اب رحم و کرم کی صفت میں منتقل ہونے میں اس صاحبِ غضب کو کچھ تاخیر ہوگی، کچھ وقت لگے گا کیونکہ خون گرم ہوگیا، گردن کی رگیں پھول گئیں، آنکھیں سرخ ہوگئیں، تو اب صفتِ غضب سے صفتِ عفو میں آنے میں کچھ دیر لگے گی لیکن اللہ تعالیٰ کی شان سُن لو کہ جس لمحہ اور جس سیکنڈ میں

اگر اللہ تعالیٰ غضب اور اظہارِ قدرتِ عذاب کا ارادہ کرلیں تو اسی لمحہ اور سیکنڈ میں اللہ اظہارِ قدرتِ عذاب کو اظہارِ کرم و عفو میں منتقل کرنے پر قادر ہے، ان کی صفتِ غضب و انتقام کو صفتِ عفو و کرم میں تبدیل ہونے میں ایک لمحہ کی تاخیر نہیں ہوسکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات تاثر و انفعال سے پاک ہے، وہ فاعل تو ہے منفعل نہیں ہوسکتا، وہ مؤثر ہے متاثر نہیں ہوسکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھا کر ہمارا بیڑہ پار کردیا کہ میرا امتی اگر یہ دعا پڑھ لے تو حق تعالیٰ کی صفتِ تعذیب اور صفتِ غضب سیکنڈوں میں نہیں اس سے بھی زیادہ جلدی اور تیزی سے صفتِ عفو وکرم میں تبدیل ہوجائے گی کیونکہ سیکنڈ ہمارا بنایا ہوا ہے اللہ تعالیٰ سیکنڈ سے بھی بے نیاز ہے، وہ سیکنڈ سے بھی زیادہ تیز کام کرسکتا ہے جس کا احاطہ اعداد و شمار نہیں کرسکتے۔ پس آپ عذاب دینے کی قدرت کو عذاب نہ دینے کی قدرت میں تبدیل کرکے ہمارا بیڑہ پارکر دیجئے اور یہ ہم آپ سے بحق رابطہ مانگتے ہیں کہ آپ مولائے رحمۃ للعالمین ہیں اور اس نبی رحمت کی یہ شان ہے جنہوں نے اپنے خون کے پیاسوں کو معاف فرما دیا تو آپ کی شانِ ارحم الراحمین کا کیا عالم ہوگا۔ پس اپنی رحمت کے صدقہ میں آپ اپنے غضب اور عذاب دینے کی قدرت کو عذاب نہ دینے

کی قدرت میں تبدیل فرما دیجئے کیونکہ جتنی قدرت عذاب دینے کی آپ کو ہے اتنی ہی قدرت عذاب نہ دینے کی بھی ہے، دونوں میں ذرا بھی فرق نہیں ہوسکتا۔

حق تعالیٰ کی شانِ رحمت شانِ غضب سے زیادہ ہے

بلکہ ایک بات مزید یہ ہے کہ عذاب دینے کی جتنی قدرت آپ کو ہے عذاب نہ دینے کی قدرت بوجہ رحمت و کرم اس سے بھی زیادہ ہے، آپ کی رحمت آپ کے غضب سے زیادہ ہے۔ یہ ادائے الوہیت بزبانِ نبوت اختر پیش کر رہا ہے، یہ ادائے خواجگی عبدِ کامل کی زبان سے اختر پیش کر رہا ہے جس سے بڑا کوئی کامل بندہ نہیں ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی رحمت اور غضب کی صفت میں دوڑ ہوئی، مسابقہ ہوا تو حدیثِ قدسی ہے کہ،

﴿ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ ﴾

اللہ کی صفتِ رحمت صفتِ غضب سے آگے بڑھ گئی جس سے بندوں کا بیڑہ پار ہوگیا۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ دُعا سکھائی وَلَا تُعَذِّبْنِیْ اور ہمیں آپ عذاب نہ دیجئے فَاِنَّکَ عَلَیَّ قَادِرٌ کیونکہ آپ کو تو ہم پر پوری قدرت ہے، ہم تو آپ کے تحت القدرۃ ہیں، جو چاہیں آپ ہمیں کردیں، کتا بنا دیں، سُور بنا دیں، زمین پھاڑ کر دھنسا دیں، عذاب کی جتنی قسمیں ساری امتوں پر آئی ہیں

آپ سب کی سب اجتماعی طور پر اس گناہ گار پر نازل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں لیکن آپ ہم کو عذاب دینے کی تمام قدرتوں میں سے ایک قدرت کا بھی ظہور نہ کیجئے، عذاب دینے کی جتنی قدرت آپ کو حاصل ہے اس میں سے ایک ذرہ بھی نافذ نہ کیجئے بلکہ عذاب نہ دینے والی قدرت میں ایک ذرہ نہ چھوڑیئے۔ آہ! سوچو تو سہی کیا یہ حق تعالیٰ کا کرم اور علم عظیم نہیں ہے کہ عذاب دینے کی جو قدرت آپ کو ہے اس میں سے ایک ذرہ، ایک اعشاریہ ظاہر نہ ہونے دیجئے اور عذاب نہ دینے کی جو آپ کو قدرت ہے وہ سب کی سب ہم پر ڈال دیجئے۔ کیا مطلب؟ کہ غضب کا سارا ظہور ختم اور ساری رحمت ہم پر تمام کر دیجئے، بحرِ رحمتِ ذخارِ غیر محدود کو ہم پر انڈیل دیجئے، دریا کا دریا انڈیل دیجئے، اپنی رحمت کی بارش فرما دیجئے کہ آپ کی رحمت کا تماشہ دیکھ کر ساری دنیا حیرت زدہ ہو جائے کہ ارے اس کو تو ہم معمولی سمجھتے تھے، یہ کیا سے کیا ہوا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کی تاریخ بدلتا ہے تو سارا عالم حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی تاریخِ ذلت کو بدلتا ہے اور عزت کی تاریخ دیتا ہے تو سارے مورخینِ عالم اور مورخین کائنات انگشت بدنداں، حواس باختہ اور حیران و ششدر رہ جاتے ہیں۔ بس اب لغت ختم، دنیائے لغت سرنگوں ہے۔اللہ اللہ ہے، ہماری

کوئی لغت ان کے کمالات کی تعبیر و تفسیر کرنے سے قاصر ہے۔ اب دنیائے لغت سرنگوں و عاجز ہے اس لیے بس ؎

گفتن امکاں نیست خامش والسلام

ایسے موقع پر مولانا رومیؒ کی سنت ادا کر رہا ہوں کہ اب میرے پاس الفاظ نہیں ہیں لہٰذا اب میں خاموش ہوتا ہوں اور اللہ کے سپرد اختر اپنے کو بھی کرتا ہے اور آپ سب کو بھی اللہ کے سپرد کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب پر اپنی خاص نوازش فرما دیں۔ اختر کو میری اولاد اور ذرّیات کو میرے احباب کو ان کی ذرّیات کو میرے احباب حاضرین اور حاضرات اوراحباب غائبین اور غائبات سارے عالم میں کسی کو محروم نہ فرمابلکہ اس امت مسلمہ کو بھی مالا مال فرما اور امم سابقہ مسلمہ جو جا چکی ہیں اور دوسرے نبیوں پر ایمان لائی تھیں ان کو بھی محروم نہ فرمایئے، ان کو بھی بخش دیجئے لہٰذا پوری امت مسلمہ کے لئے اختر دعا کرتا ہے اور امم سابقہ مسلمہ کے لیے بھی دعائے مغفرت مانگتا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ

اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

☆☆☆☆☆